رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائے گی؟

عوام سے	۵ر
خواص سے	۱۰ر
ہندوستان سے باہر	۶ روپے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	۳ روپے ۱۲ آنے

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۷ - فروری ۱۹۱۰ء مطابق ۲۷ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ ہجری | جلد ۱۴

احمدی اور انکا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا ؛ مصطفٰے ما را امام و پیشوا

الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ میں مندرجہ عنوان کتاب کو الحکم کیساتھ کتابی صورت میں شایع کروں۔ میں اس کتاب کی ضرورت ایک عرصہ سے محسوس کر رہا تھا مگر بعض اسباب کے میسر نہ آنیکی وجہ سے یہ معرض التوا میں ہی اس کتاب کی اشاعت سے میرا مقصد احمدیت کے درخشان اور منور چہرہ کو دنیا کے سامنے رکھنا ہے۔ تاکہ وہ لوگ جو غلطی اور غلط فہمی سے احمدیت کو اسلام کے خلاف کوئی جدید شے سمجھتے ہیں انہیں معلوم ہو جاوے کہ احمدیت وہی اسلام ہے۔ جو ابو الملۃ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعائے اعظم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دیا ہے۔ میں اس کتاب کو بصورت کتاب ہی شایع کرنا چاہتا تھا مگر وقتی ضرورتیں داعی ہیں کہ اسے اخبار کے ساتھ ہی شایع کیا جاوے جس نیت اور غرض سے ایڈیٹر الحکم نے اسکے شایع کرنیکا اہتمام کیا ہے اللہ کے فضل سے اس میں وہ اگر کامیاب ہو گیا تو اسکی نجات کے لئے یہی ایک ذریعہ کافی ہو گا۔

اس کتاب کی تالیف میں میں نے یہ التزام کیا ہے کہ جو کچھ لکھا جاوے وہ حضرت حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود یا حضرت خلیفۃ المہدی سیدنا نور الدین مدظلہ العالی ہی کی تصنیفات یا تالیفات سے استنباط کر کے لکھا جاوے۔

میں ان علماء کی خدمت میں نہایت ادب اور منت سے التماس کرتا ہوں جنہوں نے ہمارے کفر پر زور دیا ہے کہ وہ للہ فی اللہ تقویٰ اور خشیت سے کام لیکر ان اوراق کو پڑھیں اور اگر انہوں نے فتویٰ کفر میں غلطی کھائی ہے۔ اور یقیناً کھائی تو وہ بشرح صدر اس سے رجوع کریں کہ علماء ربانی کی یہی شان ہے۔

اسکے بعد میں سرپرستانِ الحکم کی خدمت میں التماس کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس مفید اور ضروری کام کی اشاعت میں پوری مدد دیں۔

اسلیئے کہ احمدیت کے دامن کو کفر کے ناپاک داغ سے جو سراسر ظلم کی راہ سے اسپر لگایا جاتا ہے پاک کرنا ہم سب کا کام ہے؛

احمدیت کے قبول کرنے میں لوگوں کو جن مشکلات اور ٹھوکروں کا خوف ہے۔ انمیں سب سے بڑی ٹھوکر یہی علماء کا کفر نامہ ہے جو عوام کو ہماری تصنیفات کے پڑھنے سے روکتا ہے۔ اسلیئے اگر حقیقت احمدیت صاف طور پر واضح ہو جاوے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ روک بھی اٹھ جاوے یہ خیال کر لینا کہ ان فتاویٰ کفر نے ہمارا کیا بگاڑ لیا ہے۔ اور اس سے ہمیں کیا گزند پہنچ سکتا ہے ایک قسم کی غلطی ہے۔ کم از کم ایک مخلوق کو اسنے ہماری تالیفات کے پڑھنے سے روک رکھا ہے۔ اور اس طرح پر اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام جو متحد طاقت سے ہونا چاہیئے نہیں ہوتا۔ اسلیئے اگر یہ خیال عام طور پر دور ہو جاوے تو خدا کے فضل سے بعید نہیں کہ مسلمان اس ضرورت کو سمجھ لیں اور اشاعت اسلام کا کام وسیع پیمانہ پر ہو۔

پس اس مقصد اور نیت سے اسکی علم اشاعت کی ضرورت ہے اگر ہر ایک خریدار اس حسن نیت کیساتھ ایک ایک پرچہ الحکم کا غیر احمدی لوگوں میں جاری کرا دے تو اس کتاب کی اشاعت پورے طور پر ہو جاوی میں ایسے تمام اخبارات ع سالانہ قیمت پر جاری کر دونگا اور اگر کسی کے ذریعہ ایک سو تک بھی پہنچ جاوے تو عہ اسکے مقابلہ میں کیا چیز ہیں۔

مطبع نور احمدیہ میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپ کر شائع ہوا

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

عمرش دراز باد

حضرت امیر المومنین مدظلہ العالی کا عہد ترقیوں کا عہد ہے۔ قوم کی اندرونی حالت میں بہت بڑی خدا کے فضل سے عملی اصلاح ہو رہی ہے۔ مستورات میں قرآن مجید سے خاص محبت اور اسکے سمجھنے اور عمل کا جوش پیدا ہو رہا ہے حضرت کو خاص مستورات کو دو جدا جدا درس قرآن مجید کے دینے پڑتے ہیں اور مردوں میں بھی قرآن مجید کے دو درس ہو گئے ہیں۔ ایک بعد الفجر ایک بعد العصر۔ جمعہ کی نماز میں مستورات کثرت سے شریک ہونے لگی ہیں ایکدن آپنے مستورات کو درس دیتے ہوئے سوشل اصلاح کا ایک عجیب نکتہ بیان کیا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور باہم جھگڑا نہ کرنا میاں بیوی کا باہم جھگڑا گویا جنت سے نکل جانا ہے۔ اگر تم بہشت کا آرام چاہتی ہو۔ تو اپنے گھروں میں میاں کیساتھہ کسی قسم کا جھگڑا نہ کرو۔

حضرت کی صحت الحمدللہ عمدہ ہے حضرت مسیح موعود کا خاندان بھی فضل ربی کا ثناخوان ہے۔

توسیع مسجد

مسجد جامع کی توسیع نے مسجد کی شان کو دوبالا کر دیا ہے۔ نہایت شاندار کمرہ جنوبی پہلو میں طیار ہو گیا ہے۔ جلسہ پر آنیوالے احباب مسجد کی اس شان کو دیکھکر انشاء اللہ ضرور محظوظ ہونگے مسجد کی ترقی سلسلہ کی ترقی کی خوشگوار نسیم ہے اور میں تو دیکھتا ہوں کہ جمعہ میں مسجد جامع میں اور دوسری نمازوں میں مسجد مبارک میں جگہ نہیں ملتی۔ مسجد مبارک اپنی توسیع کی ضرورت زبان حال سے بیان کر رہی ہے۔ اللھم زد فزد

تعمیر بورڈنگ ہوس

بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا کام نئی زمین میں الحمدللہ شروع ہو گیا۔ مسجد امیر المومنین کے لئے داغ بیل لگا دیا گیا۔ جلسہ تک بہت سے کام کے ہو جانیکی توقع ہے۔ میں شکرگزاری کیساتھہ اس امر کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ انجمن کے ذمہ وار بزرگ میری پیش کردہ راؤں پر توجہ فرماتے ہیں مسجد جامع میں مستورات کی نماز کیلئے منارۃ المسیح کے زیر سایہ ایک چبوترہ بنا دیا گیا ہے۔ اسی بنا پر میں ذیل کی تجویز پیش کرتا ہوں۔ اور شکریہ کے بعد از دیاد نعمت توفعل ربانی بھی ہے۔ اسلئے کیوں میں یقین نہ کروں کہ اس تجویز پر غور نہ کیا جاویگا۔ میں کہتا ہوں کہ شوکت اسلام کے اظہار کی غرض اور نیت سے امیر المومنین کی مسجد کا بنیادی پتھر ایام جلسہ میں حضرت امیر المومنین ہزاروں انسانوں کے سامنے رکھیں اور ابراہیمی سنت کے موافق اس مسجد کی تعمیر میں سب احباب اس دن حصہ لیں۔ یہ نظارہ جسقدر موثر اور اسلامی عظمت کے اظہار کے لیئے دلچسپ ہوگا اسکا تصور بھی خوش کئے بغیر نہیں رہسکتا اس اثنا میں بورڈنگ ہوس کا کام جاری رہے۔ امید ہے صیغہ تعمیرات اسپر توجہ کریگا۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ سلسلہ کے تمام افراد اس تجویز پر اظہار مسرت کرینگے اس کیساتھہ ہی یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسجد جامع کے جنوبی پہلو کے اندر ایک کتبہ اسکے سن تعمیر کا ضرور لگا دیا جاوے تاکہ آنیوالی قوم سلسلہ کی ترقیوں کی دلچسپ تاریخ سے فائدہ اٹھاوے ایسا ہی مسجد مبارک کے شمالی و اصلی پہلو میں جو حضرت اقدس کا تعمیر کردہ ہے۔ وہ الہامات اور تحریرات جو مسجد مبارک کے متعلق ہیں جلسہ سے پہلے درج ہو جائیں۔

سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ بہت قریب آ رہا ہے احباب کا فرض ہے کہ وہ کثرت سے جمع ہوں اور سلسلہ کی ضروریات پر توجہ فرمائیں اور حضرت امیر المومنین کی صحبت سے روحانی فائدہ اٹھائیں پھر [illegible] روپیہ فنڈ کی طرف توجہ دلاتا ہوں اس فنڈ کی تکمیل کی طرف اگرچہ قوم نے پوری توجہ نہیں فرمائی تاہم کم و بیش رقوم اس میں آ رہی ہیں۔ کیا امید نہیں کرنی چاہیے کہ اس جلسہ پر کم از کم [illegible] روپیہ فنڈ کا [illegible] ہزار تو پورا کر دیا جاوے یہ فنڈ خاص طور پر ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے لیے مخصوص کیا جاویگا جیسا کہ میں نے تحریک کرتے وقت بھی اسکا ذکر کیا تھا۔ جو لوگ ممالک غیر میں وفود کے سلسلہ کا اجرا بہت جلد دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ توجہ کریں اور اس فنڈ کی تکمیل کیلئے سعی کریں جلسہ کے پروگرام کے لیئے میں انجمن کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اس امر کا لحاظ رکھا جاوے۔ کہ قومی ضروریات اور ان ضروریات میں سے اہم اور بیش بہا افادہ ضروریات اور انکے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرنیکے لیئے کافی وقت لیا جاوے مدرسہ بہت بڑی کامیابی کا ایک انسٹیٹیوشن ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اگر قوم اپنے بچوں کو لازماً یہاں بھیجنا منظور کرلے اور یہ قومی فیصلہ ہو جاوے کہ جو بچے تعلیم کے قابل ہوں۔ وہ یہاں بھیجے جاویں تو میں سمجھتا ہوں کہ مدرسہ میں فیس کی آمدنی اتنی بڑھ سکتی ہے کہ مدرسہ کے اخراجات کا بہت بڑا حصہ نکل آوے اور دوسری طرف لڑکوں کی بیشی سرکاری گرانٹ کو بڑھائے گی اسلیئے میں احمدی بزرگوں کو اسطرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں کو سالانہ جلسہ پر ساتھ لے آئیں جو داخل مدرسہ ہوں کیونکہ سال نو بھی یکم اپریل سے شروع ہوگا۔ اور اس طرح پر کوئی ہرج تعلیمی بھی واقعہ نہ ہوگا۔ یہ بخوبی سمجھ لیا جاوے کہ جسقدر طلبا کی ترقی ہوگی اسی قدر قومی نشوونما اور مدرسہ کی امداد میں ترقی کا پہلو نکلے گا۔ بورڈنگ ہوس کے انتظام کی طرف خاص توجہ ہو رہی ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ انجمن اس کو بھی مدنظر رکھے گی۔ کہ مدرسہ کی اندرونی انتظامی ترقی کے لیئے غالباً اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ مینجر مدرسہ للہ کام کرنیوالا الگ ہو جانا چاہیئے۔ جو مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کا گونہ سپروائزر ہو۔ ایسے جہاں مدرسہ کی عظمت میں ترقی ہوگی وہاں انتظام میں تقسیم محنت کے اصول کیوجہ سے سہولت اور عمدگی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور ہیڈ ماسٹر کا زیادہ وقت تعلیمی نگرانی اور ترقی میں صرف ہوگا

سزا

مدراسی برہمن جسکی کرتوت کا ذکر کسی دوسری جگہ کیا گیا ہے۔ حد درجہ کا محسن کش اور احسان فراموش ثابت ہوا وہ سینٹری انسپکٹر تہا اور گورنمنٹ نے اسے سرکاری خرچ پر ولایت تعلیم کے لیئے بہیجا تہا تاکہ وہ سپرنٹنڈنٹ حفظان صحت بن سکے اس برہمن دیوتا نے پاجی پن کا جو ثبوت دیا ہے وہ من لال ڈھینگرا کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ ارجن نے برہمن دیوتا کی اس کرتوت کا ذکر کرتے ہوئے نہیں بتایا کہ وہ برہمن ہے بہرحال اسے ۲½ سال کی سزا ہوئی خان بہادر شمس العلم کے قاتل کو پھانسی کی سزا دیگئی۔ اچھا ہوا۔

مقتدائے طریقہ احمدیہ

قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مد نظر رکھا گیا ہے اسوقت تک پانچ پارے ... قیمت ہر ایک عمر

تفسیر سورۃ بقر مکمل ہے تین روپیہ چار آنہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہار دینے کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سمان دکھلا رہی ہے۔ کہ الامان لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں۔ اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اسمیں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہمنے اس امراض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض آیتہ قوائے تناسل انشاءاللہ تعالےٰ فوراً دفع ہوتی ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لیئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تھا۔ کہ لکھہا رپن کو جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کہائیں انشاءاللہ وہ اسکو پائیے قیمت چھہ ماشہ عہ

سُرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ عہ

سنُون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسانی طور پر سمجھانیکے لیئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شایع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اُردو ترجمہ دیا ہوا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے۔ کہ معمولی اُردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کیگئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں۔ ترجمہ اور نوٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس

حضرت مسیح موعود مغفور کے کلمات طیبات

"دعا اور تدبیر"

خدا تعالیٰ کا قانونِ قدرت جو ہماری نظر کے سامنے ہے ہمیں بتلا رہا ہے۔ کہ سلسلہ تدابیر اور معالجات کا طلب اور استدعا سے وابستہ ہے۔ یعنے جب ہم فکر کے ذریعہ سے یا کسی اور جستجو کے ذریعہ سے کسی تدبیر اور علاج کو طلب کرتے ہیں۔ یا اگر ہم طلب کرنے میں احسن طریق کا ملکہ نہ رکھتے ہوں یا اگر اسمیں کامل ہوں تو مثلاً اس غور و فکر کے لئے کسی ڈاکٹر کو منتخب کرتے ہیں۔ اور وہ ہمارے لئے اپنی فکر اور غور کے وسیلہ سے کوئی احسن طریق ہماری شفا کا سوچتا ہے۔ تب اسکو قانونِ قدرت کی مد کے اندر کوئی طریق سوجھ جاتا ہے۔ جو کسی درجہ تک ہمارے لئے مفید ہوتا ہے سو وہ طریق جو ذہن میں آتا ہے۔ وہ درحقیقت اُس خوض اور غور اور فکر اور توجہ کا نتیجہ ہوتا ہے جسکو ہم دوسرے لفظوں میں دُعا کہہ سکتے ہیں کیونکہ فکر اور غور کیوقت جبکہ ہم ایک مخفی امر کی تلاش میں نہایت عمیق دریا میں اتر کر ہاتھ پیر مارتے ہیں تو ہم ایسی حالت میں بزبانِ حال اس اعلیٰ طاقت سے فیض طلب کرتے ہیں جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں غرض جبکہ ہماری روح ایک چیز کے طلب کرنے میں بڑی سرگرمی اور سوز و گداز کے ساتھ مبدءِ فیض کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے اور اپنے تئیں عاجز پا کر فکر کے ذریعہ سے کسی اور جگہ سے روشنی ڈھونڈتی ہے تو درحقیقت ہماری وہ حالت بھی دُعا کی ایک حالت ہوتی ہے۔ اسی دُعا کے ذریعہ سے دنیا کی کل حکمتیں ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک بیت العلم کی کنجی دعا ہی ہے اور کوئی علم اور معرفت کا دقیقہ نہیں جو بغیر اسکے ظہور میں آیا ہو ہمارا سوچنا اور ہمارا فکر کرنا اور ہمارا طلب امرِ مخفی کیلئے خیال کو دوڑانا **یہ سب امور دعا ہی میں داخل ہیں** صرف فرق یہ ہے کہ عارفوں کی دعا آداب معرفت کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ اور انکی روح مبدءِ فیض کو شناخت کرکے بصیرت کے ساتھ اسکی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے۔ اور محجوبوں کی دعا صرف ایک سرگردانی ہے۔ جو فکر اور غور اور طلب اسباب کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جنکو خدا تعالیٰ سے ربطِ معرفت نہیں اور نہ اُسپر یقین ہے وہ بھی غور اور فکر کے وسیلہ سے یہی چاہتے ہیں کہ غیب سے کوئی کامیابی کی بات انکے دل میں پڑ جائے اور ایک عارف دعا کرنیوالا بھی اپنے خدا سے یہی چاہتا ہے کہ کامیابی کی راہ اُسپر کھلے لیکن محجوب جو خدا تعالیٰ سے ربط نہیں رکھتا وہ مبدءِ فیض کو نہیں جانتا اور عارف کی طرح اسکی طبیعت بھی سرگردانی کیوقت ایک اور جگہ سے مدد چاہتی ہے۔ اور اسکے مدد پانیکے لئے وہ فکر کرتا ہے۔ مگر عارف اس مبدء کو دیکھتا ہے اور یہ تاریکی میں چلتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ جو کچھ فکر اور خوض کے بعد دل میں پڑتا ہے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ **متفکر کے فکر کو بطور دعا قرار دیکر** بطور قبول دعا اس علم کو فکر کرنے والے کے دل میں ڈالتا ہے۔ غرض جو حکمت اور معرفت کا نکتہ فکر کے ذریعہ سے دل میں ڈالتا ہے۔ وہ بھی خدا سے آتا ہے۔ اور فکر کرنیوالا اگرچہ نہ سمجھے مگر خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ وہ مجھ سے ہی مانگ رہا ہے سو آخر خدا سے اس مطلب کو پاتا ہے۔ اور جیسا کہ مینے ابھی بیان کیا ہے۔ یہ طریق طلب روشنی اگر علیٰ وجہ البصیرت اور ہادی حقیقی کی شناخت کیساتھ ہو تو یہ عارفانہ دعا ہے۔ اور اگر صرف فکر اور خوض کے ذریعہ سے یہ روشنی نامعلوم مبدء سے طلب کیجائے۔ اور منورِ حقیقی کی ذات پر کامل نظر نہ ہو تو وہ محجوبانہ دعا ہے۔

اب اس تحقیق سے تو یہی ثابت ہوا۔ کہ تدبیر کے پیدا ہونیسے پہلا مرتبہ دعا کا ہے۔ جسکو قانونِ قدرت نے **ہر ایک بشر کیلئے ایک امرِ لابدی** اور ضروری ٹھہرا رکھا ہے۔ اور ہر ایک طالب مقصود کو طبعاً اس پل پر سے گذرنا پڑتا ہے۔ پھر جائے شرم ہے۔ کہ کوئی ایسا خیال کرے کہ دعا اور تدبیر میں کوئی تناقض ہے۔ دعا کرنے سے کیا مطلب ہوتا ہے یہی تو ہے کہ وہ عالم الغیب جسکو دقیق در دقیق تدبیریں معلوم ہیں کوئی احسن تدبیر دل میں ڈالے یا بوجہ خاص حقیقت اور قدرت **اپنی طرف سے پیدا کرے** پھر دعا اور تدابیر میں تناقض کیونکر ہوا۔

علاوہ اس کے جیسا کہ تدبیر اور دعا کا باہمی رشتہ قانونِ قدرت کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے۔ ایسا ہی صحیفہ فطرت کی گواہی سے بھی یہی ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ انسانی طبائع کسی مصیبت کیوقت جس طرح تدبیر اور علاج کی طرف مشغول ہوتی ہیں ایسا ہی طبعی جوش سے دعا اور صدقہ اور خیرات کی طرف جھکجاتی ہیں اگر دنیا کی تمام قوموں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ **ابتک کسی قوم کا کانشنس** اس متفق علیہا مسئلہ کے برخلاف ظاہر نہیں ہوا۔ پس یہی ایک روحانی دلیل اس بات پر ہے۔ کہ انسان کی شریعتِ باطنی نے بھی قدیم سے تمام قوموں کو یہی فتویٰ دیا ہے۔ کہ وہ دعا کو اسباب اور تدابیر سے الگ نہ کریں **بلکہ دعا کے ذریعہ سے تدابیر کو تلاش کریں** غرض دعا اور تدبیر انسانی کے دو طبعی تقاضے ہیں۔ کہ جو قدیم سے اور جبسے کہ انسان پیدا ہوا ہے۔ دو حقیقی بھائیوں کی طرح انسانی فطرت کے خادم چلے آئے ہیں۔ اور تدبیر دعا کے لئے بطور محرک اور جاذب کے ہے اور انسان کی سعادت اسی میں ہے۔ کہ وہ تدبیر کرنے سے پہلے دعا کیساتھ مبدءِ فیض سے مدد طلب کرے تا اس چشمہ لازوال کی روشنی پا کر عمدہ تدبیریں میسر آسکیں ☘

☘ **حاشیہ**: آجکل مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ بھی پایا جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ دعا کچھ چیز نہیں ہے اور قضا و قدر بہرحال وقوع میں آتی ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ باوجود سچائی مسئلہ قضا و قدر کے پھر بھی خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت میں بعض آفات کے دور کرنیکے لئے بعض چیزوں کو سبب ٹھہرا رکھا ہے۔ جیسا کہ پانی پیاس کے بجھانیکے لئے اور روٹی بھوک کے دور کرنیکے لئے قدرتی اسباب ہیں۔ پھر کیوں اس بات سے تعجب کیا جائے کہ دعا بھی حاجت برآری کیلئے خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت میں ایک سبب ہے۔ جسمیں قدرت حق نے فیوض الٰہی کے جذب کرنیکے لئے ایک قوت رکھی ہے۔ ہزارہا عارفوں راستبازوں کا تجربہ گواہی دے رہا ہے۔ کہ درحقیقت دعائیں ایک قوت جذب ہے۔ اور ہم بھی اپنی کتابوں میں اسبارہ میں اپنی ذاتی تجارب لکھ چکے ہیں۔ اور تجربہ سے بڑھکر اور کوئی ثبوت نہیں۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ قضا و قدر میں سب کچھ قرار پا چکا ہے۔ مگر جس طرح یہ قرار پا چکا ہے۔ کہ فلاں شخص بیمار ہوگا اور پھر یہ دوا استعمال کریگا تو وہ شفا پا جائیگا اسی طرح یہ بھی قرار پا چکا ہے۔ کہ فلاں مصیبت زدہ اگر دعا کریگا تو قبولیت دعا کے اسباب اسکی نجات کیلئے پیدا کئے جائینگے اور تجربہ گواہی دے رہا ہے۔ کہ جس جگہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اتفاق ہو جائے کہ بہمہ شرائط دعا ظہور میں آوے وہ کام ضرور ہو جاتا ہے۔ اسی کی طرف قرآن شریف کی یہ آیت اشارہ فرما رہی ہے۔ ادعونی استجب لکم یعنے تم میرے حضور میں آتے رہو آخر میں قبول کرونگا۔ تعجب کہ جس حالت میں باوجود قضا و قدر کے مسئلہ پر یقین رکھنے کے تمام لوگ بیماریوں میں ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو پھر تدبیرِ دعا کا بھی کیوں وہ اسپر قیاس نہیں کرتے۔ منہ

گورنمنٹ برطانیہ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

نمبر دوم

انگریز ایک ایسی قوم ہے جنکو خدا تعالیٰ دن بدن اقبال اور دولت اور عقل اور دانش کیطرف کھینچنا چاہتا ہے۔ اور جو سچائی اور راستبازی اور انصاف میں روز بروز ترقی کرتے جاتے ہیں اور علوم جدیدہ اور قدیمہ کا تو گویا ایک چشمہ ہیں اسلیئے امید قوی ہے کہ خدا تعالیٰ ان سے یہ دولت بھی نہیں دیگا بلکہ میری دانست میں تو ان کو مذہبی امداد دیدی ہو۔ بہرحال چونکہ ہمارے نظام مدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم سے ہمارے لیئے گورنمنٹ قایم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسان دیکھے جنکا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلیئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیرخواہ ہیں جسطرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اسکے دشمن کو ذلت کیساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر نہ ادا کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیزیں ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے۔ بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں سو یاد رہے کہ یہ سوال اُن کا نہایت حماقت کا ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرا اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز یہ خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انہوں نے پسند کی ہیں لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں خدا تعالیٰ ہمیں صاف تعلیم دیتا ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ امن کیساتھ بسر کرو اسکے شکر گذار اور فرمانبردار بنے رہو سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں اس صورت میں ہم سے زیادہ بددیانت کون ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے قانون اور شریعت کو ہم نے چھوڑ دیا۔

ہمارا سچا اور صحیح مذہب جس پر ہمیں لوگ کافر ٹھہراتے ہیں یہ ہے کہ مہدی کے نام پر آیندہ کوئی ہتھیار نہیں اُٹھیگا مگر کوئی تلوار نہیں چلیگی۔ اور امن اور سچائی سے اور محبت سے زمانہ توحید کی طرف ایک پلٹا کھائیگا اور وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ جنگ رہیگا اور نہ کرشن اور نہ حضرت مسیح علیہ السلام اور سچے پرستار اپنے حقیقی خدا کی طرف رخ کرینگے اور یاد رہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ ہم امن سے زندگی بسر کریں اس کے حقوق کو نگاہ رکھنا فی الواقعہ خدا کے حقوق ادا کرنا ہے اور جو شخص بادشاہ کی دلی صدق سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا سو وقت عبادت کرتے ہیں۔ کیا اسلام کی یہ تعلیم ہوسکتی ہے کہ ہم اپنے محسن سے بدی کریں اور جو ہمیں ٹھنڈے سایہ میں جگہ دے اسپر آگ برسادیں۔ اور جو ہمیں روٹی دے اسے پتھر ماریں ایسے انسان سے اور کون زیادہ بدذات ہوگا جو کہ احسان کرنیوالے کیساتھ بدی کا خیال دل میں لاوے۔

میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جسکا میں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لیئے ہرگز خطرناک نہیں ہے۔ اور اسکے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلحکاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اسکی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملیگی جو ہدایتیں اس فرقہ کے لیئے میں نے مرتب کی ہیں جنکو میں نے اپنے ہاتھ سے لکھکر اور چھاپکر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ انکو اپنا دستور العمل رکھے وہ ہدایتیں میرے اس رسالہ میں درج ہیں جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپکر عام مریدوں میں شایع ہوا ہے جسکا نام تکمیل تبلیغ معہ شرائط بیعت ٭ ہے جسکی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی تھی ان ہدایتوں کو پڑھکر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھکر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شایع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دیجاتی ہے۔ کہ کس طرح انکو بار بار تاکید کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیرخواہ اور مطیع رہیں اور تمام بنی نوع کیساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے مہدی قریشی خونی کا قائل نہیں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ سے ہوگا۔ اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دیگا میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں ہاں میں اپنے نفس کیلئے اس مسیح موعود کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ کی طرح غربت کیساتھ زندگی بسر کریگا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا اور نرمی اور صلحکاری اور امن کیساتھ قوموں کو اس سچے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھلائیگا۔ جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھینگے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان کرچکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانیوالا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانیوالا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لیئے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جسکے ہم زیر سایہ ہیں یعنے گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اسکی اطاعت میں مشغول رہنا۔ پانچویں یہ کہ بنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتی الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لیئے کوشش کرتے رہنا اور امن اور صلحکاری کا مؤید ہونا اور نیک اخلاق کو دنیا میں پھیلانا۔ یہ پانچ اصول ہیں جنکی اس جماعت کو تعلیم دیجاتی ہے۔ اور میری جماعت جیسا کہ میں آگے بیان کرونگا جاہلوں اور وحشیوں کی جماعت نہیں ہے بلکہ اکثر ان میں سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور علوم مروجہ کے حاصل کرنیوالے اور سرکاری معزز عہدوں پر سرفراز ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے چال چلن اور اخلاق فاضلہ میں بڑی ترقی کی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ تجربہ کے وقت سرکار انگریزی انکو اول درجہ کے خیر خواہ پائے گی۔

٭ ان شرائط میں سے چند شرطوں کی یہاں نقل کیجاتی ہے شرط دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہریک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ شرط چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی طرح کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ شرط نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

مسلم لیگ کا اجلاس دھلی مین

امسال آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس دہلی مین جنوری کی آخری تاریخوں مین ہوا۔ یہ جلسہ جس کامیابی اور خوش اسلوبی کے ساتھ ختم ہوا وہ بزرگانِ دہلی کے اخلاص اور توجہ کا نتیجہ ہے۔ اور اس کامیابی کے لیے حاذق الملک حافظ حکیم محمد اجمل خانصاحب خصوصیت سے مسلمانوں کی دلی شکر گزاری کے قابل ہین۔

مسلم لیگ مسلمانون کی پولیٹکل ضروریات کے تحفظ کیلئے قایم کیا گیا ہے۔ اسلیے اس جلسہ مین مسلمانوں کی مذہبی ضروریات پر بحث یا لحاظ نہ ہونا ایک طبعی امر ہے تاہم یہ امر بہر حال خوشی سے دیکھا جائیگا۔ کہ اس اجلاس کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا جو مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی نے فرمائی۔

مسلم لیگ کے اس اجلاس کو جو خصوصیت حاصل ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس اجلاس کی معرح روان جو تقریرین ہین ان مین بالاتفاق دو باتون پر بہت بڑا زور دیا گیا ہے۔

ایک ہندو مسلمانون کے اتحاد کے متعلق دوسرے انارکزم اور بغاوت کے استیصال کے متعلق مسلم لیگ کے اس اجلاس کی کارروائی کو جب ہندو کانفرنس لاہور کی روئداد سے مقابلہ کیا جاتا ہے تو مسلمانون کے دنیوی لیڈرون کی یہ فراخ حوصلگی قابل قدر اور قابل تعریف معلوم ہوتی ہے کہ انہون نے نہایت کشادہ دلی سے ہندوؤن کو اغراض مشترکہ کیلئے ملکر کام کرنیکی تحریک کی مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کر دیا کہ وہ اغراض مشترکہ تاج برطانیہ کی مخالفت کی نہ ہون۔ چنانچہ حاذق الملک نے اپنی تقریر خیر مقدم کے ضمن مین کہا۔

"ہندو مسلمانون کے درمیان دوستانہ تعلقات قایم ہونے چاہئیں۔ پابند قانون اور وفادار تاج ہندوستان کی تمام ساعی مین جو وہ اہل ہند کی بہبودی و ترقی مین کر رہے ہین مسلمان دل سے ساتھ دینے اور مدد کرنیکو تیار ہین بشرطیکہ یہ کوششیں ہندوستان کو علم برطانیہ کی حفاظت سے محروم کرنیکی طرف مایل نہون"

اسی طرح ہز ہائینس سر آغا خان صاحب بالقابہ اور آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ نے اپنی تقریرون میں اس مضمون کو خصوصیت سے پر زور الفاظ مین بیان کیا۔ یہ ایک ایسی خوش کن آواز ہے جو اہل اسلام کے حلقہ سے اٹھی ہے الحکم کے پڑھنے والے جانتے ہین کہ مین نے متعدد مرتبہ اس ضرورت پر بحث کی ہے اور ہندوؤن اور مسلمانون کے لیڈرون کو متوجہ کیا ہے کہ وہ اپنے اثر اور رسوخ سے اس شگاف کو بھرنیکی کوشش کرین جو ہندو مسلمانوں مین دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اس اتحادی نکتہ خیال سے یہ اجلاس ان تمام کانفرنسون اور کانگرسون کے اجلاس سے بڑھکر ہے۔ جو دسمبر گذشتہ مین لاہور مین ہوئے تھے۔

لیگ کے کام کو زیادہ وسیع پیمانہ پر مستحکم کرنیکے لئے مالی مدد بھی خوب ہوئی۔ اور دہلی کے مسلمانون نے اپنی مہمان نوازی کا بھی خوب ثبوت دیا اگرچہ مین پیسہ اخبار کی اس رائے سے متفق ہون کہ اگر کھانیکے دام لیے جاتے اور مہمان نوازی پر خرچ ہونیوالا روپیہ قومی ضروریات میں دیا جاتا تو خوب تھا تاہم بہر حال شاہی دہلی کے مسلمان رؤسا کی حمیت و غیرت نے گوارا نہ کیا کہ وہ اپنی اس اسلامی آن کو ضایع کر دین جو انکے اسلاف میں مہمان نوازی کی تھی

اس موقعہ پر ایک پمفلٹ بھی شایع کیا گیا جس مین دہلی کے مسلمانوں کی دھڑا بندی پر رائے زنی کی گئی تھی اس پمفلٹ پر تنقیدی ریمارکس کی ضرورت اگر محسوس ہوئی تو پھر کچھ لکھا جائیگا۔ سر دست اتنا ضرور کہنا چاہتا ہون۔ کہ اس پمفلٹ نویس نے اگرچہ اپنی نیوٹرلٹی کا اظہار کیا ہے مگر اس مین کچھ بھی کلام نہین کہ وہ پارٹی فیلنگ کے زبردست اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا پڑھنے والا صریحاً اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے۔ کہ حاذق الملک کی پارٹی کا قصور ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور بے بنیاد امر ہے۔ بہر حال یہ اجلاس نہایت کامیابی سے ختم ہوا اس سے کم از کم یہ بات ضرور کھل گئی کہ جو لوگ حاذق الملک اور انکے ساتھ ملکر کام کرنیوالے لوگونکی عام مخالفت کا اظہار کرتے تھے انہون نے دیکھ لیا کہ حاذق الملک اور ان کے ساتھ ملکر کام کرنیوالے کس قوت کے ساتھ قومی کامون مین مصروف ہین اب مارچ کے اواخر میں دہلی میں ندوۃ العلماء کا جلسہ ہوگا۔ چونکہ یہ ایک مذہبی جماعت ہے۔ اور اسکے اجلاس مین کافی وقت ہے اسلئے کہ اگر اللہ تعالے نے توفیق دی تو مین مسلمانوں کی مذہبی ضروریات پر ایک مسلسل آرٹیکل انکی اشاعت سے علماء ندوہ کی توجہ کے لیئے پیش کرونگا۔ وباللہ التوفیق

ختم کرتے ہوئے مین اس امر کا نہایت افسوس سے ذکر کرتا ہون کہ رؤسا دہلی تعجب ہے اس ضرورت کو کیون محسوس نہین کرتے۔ کہ دہلی میں ایک محمڈن ہال بنایا جاوے جہان مسلمانون کے ہر قسم کے مذہبی اور ملکی جلسے ہوا کرین۔ دہلی مین محمڈن ہال کی کمی ایک ایسی کمی ہے جو مین سمجھتا ہون دہلی کی اسلامی آبادی کے چہرہ پر ایک داغ ہے۔ اتنے بڑے عظیم الشان اور شاہی شہر میں مسلمانون کا اپنا کوئی ہال نہ ہونا شرمناک امر ہے۔ اس سے پہلے الحکم مین ایسی تحریک پر دلی کے اس طبقہ رؤسا مین جو کام کرنیوالی جماعت ہے۔ یہ حس پیدا ہوئی تھی اور انہوں نے ایک ہال کی تعمیر کا مصمم ارادہ کر لیا تھا مگر نہیں معلوم کیون اسکی طرف سے خاموشی ہے۔

کیا حاذق الملک اور انکے دوست کوشش نہ کرینگے کہ کم از کم ندوۃ العلماء کا اجلاس محمڈن ہال کی زمین کے پنڈال میں ہو حاذق الملک اور انکے دوست اور دلی کے دوسرے مسلمان خصوصیت سے توجہ کرین۔

آریہ سماج خوف زدہ ہے

پرکاش کے متعلق ویدک انٹ کی تائید مین پرکاش کا وہ اقتباس بھی نظرانداز نہین کرنا چاہیے۔ جو اس نے کلکتہ کے آربندو گھوش کے اخبار کرم یوگن سے مندرجہ حاشیہ عنوان کے نیچے دیا ہے۔ جس مین وہ ہزآنر کے جواب کے متعلق آریہ سماج کو ڈانٹتا ہے کہ

خوف زدہ ہو کر ہر کس و ناکس کے پیچھے اپنی شرافت کے سرٹیفکیٹ کے لیے بھاگنا لفٹنٹ گورنر کی

وناواسکے سرٹیفکیٹ کا خواہشمند ہے۔ اور ایک ناشکرگزار جہل اور دہمکی آمیز جواب کے لیے شکریہ اوا کرتا ہے اس قسم کے شخص ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ دیانند کے مذہب نے سماجیوں کے کیرکٹر کو اچھا نہیں بنایا" الآخر

یہ سارا ہی نوٹ اس قسم کے استعمال وہ الفاظ سے مرتب کیا گیا ہے۔ پرکاش کے ایڈیٹر کا بدون کسی قسم کا حاشیہ چڑہانے کے اسے چھاپ دینا اس کی اندرونی سپرٹ کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ آریہ سماج میں ان خیالات کی اشاعت کو پسند کرتا ہے جو کرم یوگن ملک میں پھیلانا چاہتا ہے۔ اور اسکے تدبیک بھی مراد نہ کا جواب ناشکرگزار جہل اور دہمکی آمیز ہے کیونکہ اسنے کرم یوگن کے ان الفاظ کی کوئی تردید نہیں کی

سر لوئیس ڈین جابر حاکم ہے

اس ناشکری اور کمینہ پن کی ہی کیفیت حسب ہے کہ سر لوئیس ڈین جیسے قابل اور بیدار مغز لفٹننٹ گورنر کو آریہ سماج لاہور کا مستعفی سیکرٹری ایڈیٹر پرکاش جابر حاکم بتاتا ہے۔ کیا اسلیے کہ وہ نہایت دانشمندی اور بردباری کے ساتھ صوبہ پنجاب پر حکومت کر رہے ہیں کیا اسلیے کہ انہوں نے آریوں ہی کے خیال کیمطابق انکی پوزیشن کو صاف کر دیا ہے۔ اس سے بڑھکر اور فرسنگ حالت کسی شخص کی کیا ہو سکتی ہے۔ الیشین میں ماسٹر دوگا پرشاد کی چٹھی کے تحکمانہ لہجہ پر کوئی ریمارک نکلا ہے۔ اسکا جواب دینے کا ایڈیٹر پرکاش اور اسکے دوستوں کو حق جائز حق حاصل تھا مگر یہ اسکے لیے قطعاً نامناسب ہے۔ کہ وہ سر لوئیس ڈین کی بردباری اور حد درجہ کی شرافت سے ناجائز فائدہ اوٹھا کر انہیں جابر حاکم قرار دے ایڈیٹر پرکاش کی یہ حرکت مخفی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بہ حیثیت ایک آریہ اخبار کے ایڈیٹر ہونیکے اسے قومی آواز قرار دینا چاہیے۔ جبکہ وہ آریہ پرتی ندہی سبھا کے سلسلہ آرگنون آریہ پترکا اور آریہ ساز گیزٹ کو بھی اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اور نہ یہ نقرہ اس کی جہالت اور ناواقفی کا نتیجہ سمجھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک گریجویٹ ہے جو جابر کے مفہوم کو بخوبی سمجھتا ہے اسلیئے کسی صورت میں بھی پرکاش کی یہ تحریر نظرانداز نہیں کی جاسکتی جو اسنے یکم فروری کی اشاعت میں شایع کی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

"کیونکہ اگر یہ لہجہ واقعی تحکمانہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ سر لوئیس ڈین جیسا جابر حاکم انکے لیئے سرزنش نہ کرتا۔ حالانکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا"!

جن الفاظ کو ہمنے جلی کر دیا ہے وہ ایڈیٹر پرکاش یا آریہ سماج کے اس دلی جذبہ کو ظاہر کرتے ہیں جو وہ نیکدل اور شریف الطبع سر لوئیس ڈین کی نسبت رکھتے ہیں۔ یہ منطق بھی عجیب ہے۔ کہ اگر کوئی شریف اور اعلےٰ درجہ کی بردبار طبیعت رکھنے والا انسان کسی کی غلطی پر اس خطا کار کو متنبہ نہ کرے تو وہ اس سے یہ نتیجہ نکال لے کر میں شوخی کرنے میں حق بجانب ہوں میں نہیں سمجھتا۔ پرکاش کا تعلیم یافتہ ایڈیٹر اتنی بات نہ سمجھ سکتا ہو۔

ایک برہمن باغی

تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ ایک برہمن جو مارسلز سے آیا تھا بمبئی کے افسران بحری نے تلاشی پر اسکے پاس سے پستول کارتوس اور باغیانہ لٹریچر کی کتابیں برآمد کیں تازہ ترین اور مفصل کیفیت جو معلوم ہوئی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

یہ برہمن ۲۸- جنوری کی سہ پہر کو فرانسیسی جہاز سڈنی سے بندر بمبئی میں اترا۔ افسران محکمہ بحری جنگی نے جو ممالک غیر سے ہندوستان میں داخل ہونے والے ہندوستانیوں کی دیکھ بھال بڑی کوشش سے رکھتی ہے۔ اوس سے کچھ سوالات کئے۔ اور اسکا بیان ناقابل اطمینان پاکر اس شخص کے اسباب کی تلاشی شروع کی اسکے اوڑھنے بچھونے میں تو کچھ نہ نکلا۔ البتہ اسکے ٹرنک (صندوق) کی تلی میں ایک اور تلی (تہ) تھی جس کے اندر سے براؤننگ پستول بڑے قدر کا بہت کارتوس اور بہت سا بغاوت انگیز لٹریچر جسکی ہندوستان میں داخل کی ممانعت تھی برآمد ہوا۔ اس کے حکام کے کان کھڑے ہوگئے اور انہوں نے اسکی مزید تلاشی لی تو دونوں بوٹوں کے اندر اور اسکی قمیص کی تہ اندر کی طرف سلی ہوئی بہت سی باغیانہ تحریریں پائی گئیں۔ یہ برہمن جسکا نام راؤ معلوم ہوتا ہے۔ اور غالباً ایک مدراسی برہمن معلوم پڑتا ہے اسے محکمہ بحری جنگی نے گرفتار کرکے پولیس کے حوالہ کر دیا ہے۔" اس واقعہ سے کبھی معاملہ فہم کو ذرا بھی شک نہیں رہ سکتا۔ کہ بغاوت اور انارکزم نے ہندوستان کے ایک خاص قسم کے لوگوں میں جو ہندوؤں میں سے ہیں جا بجا پختہ جڑ پکڑ لی ہے۔ یہانتک کہ برہمن جو بڑے خداترس اور مذہبی احکام کے پابند مانے جاتے ہیں۔ وہ بھی برٹش حکومت کے سخت ترین دشمن ہوگئے ہیں افسوس! کیا ہندوستان کی بربادی کے اسباب یہ نہیں ہیں۔ ایسے واقعات کو دیکھتے ہوئے رائے قایم کی جاسکتی ہے کہ گورنمنٹ ہند اور اس کے حکام جو کارروائی انسداد بغاوت و انارکزم کی بابت کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں یا کرنیوالے ہیں۔ اس میں وہ حق بجانب ہیں اور یہ کہ ہندوستان کے ہر سچے خیرخواہ کو سرکار کا ہاتھ بٹانا چاہیئے۔

ایک ذلیل کوشش

معزز اخبار زمیندار کی کچھ کلیاں ریاست کشمیر خریدتی ہے اسکے بند کرانے کی اخبار راجپوت گزٹ نہایت ذلیل کوشش کرنی چاہتا ہے اور اسکے موجودہ ایڈیٹر کی مخالفت کرتا ہے اس میں شک نہیں زمیندار ایک معزز مسلمان نے جاری کیا اور اب بھی ایک معزز مسلمان کے ہاتھ میں ہے لیکن اس بناپر اسکی ان خدمات پر چشم پوشی نہیں کی جاسکتی۔ جو اسنے زمیندار قوم کی کی ہیں۔ متعصب آریہ اخبارات نے بھی زمیندار کی غیر متعصب پولیسی کا اعتراف اپنے اخبارات میں کیا ہے۔ اگر راجپوت گزٹ آنکھیں رکھتا ہوا نہ دیکھ سکے گا۔ تو اسکا کیا علاج ریاست جموں کشمیر کا فرمانروا ایسی ذلیل ہمت اور حوصلہ کا مالک نہیں ہوسکتا جو راجپوت گزٹ اسے بنانا چاہتا ہے۔ کہ وہ ایک مفید اخبار کی خرید محض اس بناپر بند کردے کہ اسکا مالک و ایڈیٹر مسلمان ہے خصوصاً اس نکتہ خیال سے بھی نہیں بند کرسکتا کہ اسکی رعایا کا بہت بڑا

نیش عقرب

نیش عقرب نہ از پے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

آریہ سماج کی بدگوئی اور دل آزاری کی پولیسی مین بجائے کمی کے دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ باوجودیکہ آریہ سماج کے بعض فہیم اور سنجیدہ آدمیون نے اس پولیسی کو ترک کر دینے کی بارہا کوشش کی ہے۔ مگر ابھی کوششین کچھ بھی سُود مند نہین ہوئی ہین۔

مختلف مذاہب کے ہادیون اور مقدس بزرگون کی توہین کا جو بنیاد دیہتر پنڈت دیانند صاحب نے رکھا تھا۔ اسپر پیچھے آنیوالی نسل نے ہر کہ آمد برو مزید کرد پر پورا عمل کر کے دکھایا ہے اس کے ثبوت کے لیئے دلائل اور شواہد کی حاجت نہین رہی کیونکہ آریون کی بدزبانی لطور امر واقعہ قرار پا چکی ہے۔ اور دوسرے اخبارات اور رسالجات کے علاوہ خود آریہ اخبارات نے اسکو تسلیم کیا ہے۔ ابھی کسی گذشتہ اشاعت مین مین کانگڑے کے ویدک میگزین مین سے حوالجات نکلہ چکا ہون اسلیئے انکی دل آزار تحریرون پر انہین متوجہ کرنا قریباً بے سود ہو چکا ہے ہادیانِ مذاہب کے چھوڑ کر سماجی لوگون نے گرمجوشی سے پولیٹکل ایجی ٹیشن مین اپنے جو کچھ بھی جوہر دکھائے ہین۔ وہ داستانِ پارینہ نہین ہین۔

لیکن حکومت کی طاقت ایک زبردست طاقت ہے اور اسکی مخالفت کوئی معمولی امر نہین اسلیئے جب آریہ سماج کے خلاف عام آواز اٹھی اور معاملہ فہم مدبرون اور ذمہ وار حکام نے اپنی رائے کا اظہار کیا اور سڈیشن کے مقدمات کا ایک سلسلہ چلا تو آریہ سماج کو اپنے لیئے ایک جدید میدانِ مشق تجویز کرنا ضروری تہا۔

اسکے لیئے اب آریہ سماج نے اسلام کو انتخاب کیا ہے۔ اور اسلام پر قلم کے نیزہ سے وار کرنے کے لیئے اس شخص کو منتخب کرنے مین آریہ سماج کے لیڈرون نے غلطی نہین کہائی۔ جو اپنی شوخی تحریر کے لیئے آریہ سماج مین خصوصیت سے ممتاز ہو چکا ہے یعنی

مختون آریہ پال

چنانچہ اس مقصد کے لیئے ارجن نام ایک اخبار اس سے جاری کرایا ہے۔ ارجن کا نام ہی اس اخبار کی طرف سے **اعلان جنگ ہے**۔ اسکے مقاصد مین امن کی تعلیم پہلا مقصد کہا گیا ہے۔ لیکن جو لوگ مہابھارت کی خونریز جنگ کے حالات اور اس جنگ کے ہیرو سے واقف ہین وہ جان سکتے ہین کہ ارجن کا کام ملک مین امن نہین بلکہ بدامنی پھیلانا ہو گا۔ اور اس تجویز سے یہ مدنظر رکھا گیا ہے کہ مسلمانون کے مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہونچایا جاوے اور انہین اشتعال دلانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا جاوے مگر مین خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہون کہ مسلمان آریہ سماج کی اس چال سے دہوکا نہ کہائینگے اور وہ سلامت روی اور احتیاط کے مرکز سے نہ ہٹینگے۔

آریہ سماج کی یہ چال نئی چال نہین بلکہ اس شرمناک طریق کو دیو سماج کے خلاف پہلے تجربہ کیا گیا ہے چنانچہ خود ارجن کے جنگی ایڈیٹر پال نے اس امر کا اقرار چھاپکر پبلک کے ہاتہہ مین دیدیا ہے۔ کہ کس طرح پہلے دیو سماج کی مخالفت کے لیئے آمادہ کیا گیا ایسا ہی اپنی تحریرون مین یہ بھی شائع کر چکا ہے۔ کہ کس طرح اسکی ان نظمون پر جو اسنے اسلام کے خلاف پہلے شایع کی ہین آریون نے اظہار خوشی کیا ہے۔

ایسی صورت مین آریون کی یہ نئی چال نہین ہے اور آریہ سماج کے لیڈر ارجن کی ان تمام تحریرون اور نتایج کے ذمہ دار ہین جو ان سے پیدا ہون جب تک وہ

اپنی علیحدگی کا اعلان نہ کرین

مین جانتا ہون آریہ سماج مین بعض لوگ ایسے بھی ہونگے جو دہرمپال کی ایسی دل آزار اور متانت سے گری ہوئی تحریرون کو کبھی پسند نہین کرتے جیسا کہ انہون نے آریہ سماج کی خانہ جنگی کے وقت ان سے بیزاری ظاہر کی تہی لیکن چونکہ ارجن کے اجرا کے محرک آریہ سماج کے لیڈر ہین اس لیئے ان تمام تحریرون کے ذمہ دار ہم ان کو ہی قرار دینگے۔

ارجن دلیل اور برہان سے اسلام پر غلبہ حاصل نہین کرسکتا کیونکہ وہ خود ایک حجت نیرہ ہے ہان گالیون سے اگر یہ جگہ کی رگین پھُلائے جو اسکا معمول ہے تو مین ابھی سے اسے کہے دیتا ہون۔

آنچہ در گفت رفخر تست ان ننگ من است

مین تسلیم کر لیتا ہون کہ گالیان دینے مین وہ استاد ہے لیکن جہان واقعات پر بحث ہو گی وہان اسے بتا دیا جائیگا کہ ہمارے ہاتہہ مین بہی خدا تعالی کے فضل سے **آہنی قلم** ہے۔ اور **سلطان القلم** کی چاکری کی سعادت ہمین خدا کے فضل سے ملی ہے۔

علاوہ برین اسلام نے ہمیشہ دفاعی جنگ کی ہے۔ اور حفاظت خود اختیاری کے اصول پر کام کیا ہے۔ اسلیئے اسی اصل پر مزور تا ہم کاربند ہونے کی خدا کے فضل سے کوشش کرینگے۔

بالآخر مہابھارت کی جنگ کا جو انجام ہوا۔ اور ارجن کے بالون نے جو کام کیا وہ جنگ پانڈون کے لیئے بابرکت ہوئی۔ یا گمنامی کا باعث وہ تعلیم یافتہ جماعت سے پوشیدہ نہین اسلیئے مین ارجن کے اجرا کو اسلام کے لیئے ضرور مفید اور مبارک فال سمجھتا ہون۔ کیونکہ اسلام کے باغ کے لیئے سماجی کھاد طیار کرنیکا کام دیگا۔

حضرت امیر المومنین کے مقالات وارشادات

فرمایا۔ مومن کبھی مباحثات کی ابتداءً خواہش نہ کرے
پنے علم پر اپنی زبان پر کسی قسم کا گھمنڈ دل مین نہ لائے
در خدا کے حضور گر پڑے اور نفسانی جوش کا مطلق دخل ہو
کہ جو کچھ کہے یا کرے للہ ہو تو وہ شخص ابراہیم بنجاتا ہے
ور خدا اپنے فضل خاص سے اسکا بچاتا ہے۔ اور اسے وقت
پر وہ باتیں سمجھاتا ہے جو اسکے وہم و گمان مین بھی نہ گزری
ہون۔ دوسرا موقعہ تبلیغ و وعظ کا ہے۔ اسمیں پہلے اپنی
ا تقریر کے مضمون سوچے پھر سارا بہروسہ اللہ پر رکھے کیونکہ
س تقریر کیلئے اثر پیدا کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ پھر
خدا تعالے اس شخص کی بات کو ضائع نہیں جانے دیتا۔
ایک شخص یہان آیا جو میری محبت سے معمور نظر آتا تھا۔
مینے اسے پوچھا تو اسنے کہا آپنے ایکدفعہ درس مین فرمایا تھا
اگر کوئی شخص قل ہو اللہ جتنا قرآن ہر روز یاد کرے تو ۳ سال
مین حافظ ہو جائے میںنے اسپر عمل شروع کیا۔ اب ساتوان
پارہ حفظ کرتا ہون دیکھو ہماری بات ضایع نہ گئی ایکدفعہ
مینے خواب مین دیکھا کہ مولوی عبد القدوس صاحب کی گود
مین پانچ خوبصورت لڑکے ہین جو مینے ... ایک سے ... بچہ
ان سے میں پوچھا کہ ... ہمارا نام کیا ہے تو وہ کو ہیعص
فرمایا
مرد ایک ترک اسلام مین مقطعات قرآنی پر
اعتراض کیا نماز مین ضالین بین السجدتین دعا کرنے پر
ایکبیک میں انکار از جہید کہل گیا۔
فرمایا یہب لمن یشاء اناثا کو پہلے رکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ بھی بڑا فضل ہے فرمایا ہماری بہت سی اولاد مری بھی ہو
لیکن ہمنے ہر حالت مین اللہ کا شکر کیا یہان بھی اولاد کی ضرورت
ہے اور آگے بھی جو یہان کے لائق نہ تہا خدا نے اسے اسکے
بطور فرط رخصت فرما دیا۔
فرمایا محسن بنجاؤ تاتم پر بھی حضرت ابراہیمؑ کے انعام ہون
یعنی تم کو ایسی اولاد ملے جو ان کو ملی جنمین بی بی سے تو خود
بخود محبت کیجاتی ہے۔ حکم یہ ہے کہ بیوی بدصورت بیمار بھی ہو

تو بھی اسکے ساتھ نیک معاشرت کرو۔ کیونکہ فرمایا و
عاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسے ان تکرھوا
شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا

کتب علٰی نفسہ الرحمۃ

ایک گروہ صوفیا کا کہتا ہے کہ
خدا تعالے پر کوئی چیز فرض و لازم نہیں چاہے تو انبیاء کو
دوزخ مین ڈالدے اور کفار کو بہشت مین یہ کلمہ بے ادبی
کا ہے اور یہ راہ افراط کی ہے۔
اللہ تعالے نے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ وکان حقاً علینا
نصر المومنین (۲) حضرت نبی کریمؐ نے معاذ کو اونٹ
پر اپنے پیچھے بٹھایا اور اثنائے کلام مین فرمایا ماحق
العباد علی اللہ۔ بندوں کے حقوق اللہ پر کیا ہین (۳)
اذان کیساتھ اذان کے کلمات پڑھنے کا حکم ہے صرف
حی علی الفلاح میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ
صرف لاحول پڑھے بعض یہ کہ یہ کلمات بھی دوہرائے
اور اذان کے بعد درود پڑھے اور پھر دعا مانگے اللھم
رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ اٰت
محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودن
الذی وعدتہ۔
اس دعا کے پڑھنے مین سبب وجبت لہ الشفاعۃ
بیان ہوا ہے۔ وجبت کا لفظ ہے۔

امیر المومنین کی پہلی آمد قادیان مین

مین جب پہلے پہل قادیان
مین آیا تو یکہ بان نے
مجھے مرزا امام دین کی
رہنمائی کی کہ یہی مرزا صاحب ہین اسکو دیکھتے ہی میرے
قلوب پر کچھ ایسا انقباض طاری ہوا۔ کہ مینے کہا۔ کہ
اگر یہ مرزا ہے تو تم ٹھہرو مین ابھی واپس جاؤنگا۔ وہان
میں بیٹھ گیا مگر بادل نخواستہ اسنے خود ہی کہا کہ آپ
مرزا صاحب کو ملنا چاہتے ہین اسوقت میری جان
میں جان آئی۔ اور مینے خدا کا شکر کیا ایک آدمی میرے
ساتھ کیا اور مین آپکے مکان پر پہونچا معلوم ہوا کہ
آپ عصر کیوقت مل سکین گے چنانچہ آپ اس وقت
سیڑھیوں سے اترے تو مین نے دیکھتے ہی دل میں کہا۔ کہ
بس یہی مرزا ہے اور اس پر مین سارا ہی قربان ہو

جاؤن۔ آپ دور تک میرے ساتھ چلے گئے اور مجھے یہ
بھی فرمایا۔ کہ امید ہے کہ آپ جلد واپس آجاوینگے
حالانکہ مین ملازم تہا اور بیعت وغیرہ کا سلسلہ بھی نہین تہا،
چنانچہ پھر میں آگیا اور ایسا آیا کہ یہیں کا ہو رہا۔ مومن
مین ایک فراست ہوتی ہے۔

حضرت امیر المومنین نے ۔۔۔۔ وکلمھم الموتٰی
کے بارے میں فرمایا۔ کوئی چالیس پچاس برس کی بات
ہے۔ مینے خواب مین ایک شخص کو موتٰی میں دیکھا۔ جو
بیمار معلوم ہوتا تہا۔ مینے اسکی وجہ پوچھی تو اس نے
کہا فلان محبوبہ (جس کی شکل میرے سامنے کیگئی) کے
عشق مین یہ حالت ہے میں فاصلہ پر رہتا تھا کچھ دنون
کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی اسی دن وہ مرا پھر مینے اسکے
عشق کے بارے مین اس کے ایک خاص دوست سے
دریافت کیا تو اس نے بڑا تعجب کیا وہ کہنے لگا۔ اس
بات کا علم سوائے میرے اور عاشق معشوق کے اور کسی کو
ہرگز نہین۔ کچھ دنون بعد مینے لڑکیوں مین اس لڑکی کو
بھی پہچان لیا اور تصدیق بھی کر لی۔
دوم ایک شرابی فاسق فاجر شخص کو مینے بہشت
اور غرفات آسمان مین دیکھا مین نے ازراہ تعجب پوچھا
تم بہشت میں کیسے آگئے۔ تو اس نے کہا کہ خدا نے میری
غریب الوطنی پر رحم کر دیا۔ ان کے گہر سے دریافت
کیا تو انہین اسکی موت کا علم بھی نہ تہا یہی کہتے کہ کچہری
گیا ہے اور واپس نہین آیا۔ آخر ایک واقفکار سیاح
آئے تو انہونے بتایا کہ وہ بمبئی سے پرے مرگیا ہے
اور حج کو جا رہا تہا۔ اسوقت ان کے گھر والونکو علم ہوا
اور مجھے مُردے نے پہلے بات کی اللہ تعالے مُردوں
سے بھی نصیحت اور صداقت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔
(بدر)

جنازہ غائب

برادرم اللہ دتہ موچی ساکن دینا نگر کی اہلیہ اور مخدومی
سید امیر علی شاہ صاحب سب انسپکٹر کے بزرگ بھائی کا انتقال
ہوگیا ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑہین۔

مختصر نوٹ اور تازہ ترین خبریں

شیطنت — دیانندیوں کا جنگی اور بہکٹا اخبار معمولی واقعات جو کسی قوم اور پیشہ سے مخصوص نہیں لکھکر مسلمانوں کی دل آزاری اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتا ہے اور محمدی چور اور محمدی ڈاکو کہکر اس کلنک کے ٹیکے کو دور کرنا چاہتا ہے جو اسکی نئی قوم کے شوخ دیدہ لوگوں نے لگایا۔ اپنی مذہبی خوبیاں اور دیانندی فضائیل میں توست کو گرہن کرنے پہنور دیتا ہے۔ اگر اسکی نیت میں شرارت نہیں تو کیوں؟ وہ مدراسی برہمن اور سنسکرت کے فاضل جکسین کے قاتل کا نام لیکر نہیں کہتا کہ یہ برہمن دیوتا کی کرتوت ہے۔

اس سپرٹ کو ترقی نہ دو — وہ اخبارات ہندوؤں کے ہوں یا مسلمانوں کے جو ہندو مسلمانوں میں تخم عداوت اور نفاق کے شگاف کو چوڑا کر رہے ہیں سخت ملامت کے قابل ہیں اور اس دشمنی کو بڑھانے کی یہ ایک ادنے مثال ہے۔ جو ہمنے اوپر بیان کی ہے۔ کوئی شخص جب دوسرے کو اشتعال دلائے گا۔ تو کیوں وہ اسکو جواب نہ دیگا۔

ہمنے متعدد مرتبہ ظاہر کیا ہے کہ ہم اس سے خوش نہیں ہوتے کہ ہندو مسلمانوں سے یہ کمزوری ظاہر ہوئی جسکا اعتراف واقعات نے کرادیا ہے۔ بلکہ ہمیں افسوس ہے اس قسم کی ناجیانہ حرکات تنگ ظرف لوگوں ہی کو سزاوار ہیں۔ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اس بیج بغاوت و شرارت کو دور کیا جاوے اور ہندو مسلمان ملکر کوشش کریں کہ جہاں ایسے خیال اور قماش کے لوگ ہیں انہیں گرفتار کرانے میں مدد دیں جو اخبارات اس قسم کا جوش پھیلائیں انہیں بائیکاٹ کریں۔ ہندو مسلمانوں کے سوال کو چھوڑ کر اس بلا کو ملک سے نکالو۔ برکت اسی میں ہے۔ میں نہایت سنجیدگی سے کہتا ہوں کہ ہندو اخبارات جو زہر اگل رہے ہیں وہ دانشمندوں کے نزدیک صرف کھسیانا پن سمجھا جائیگا۔ وہ اس طریق کو چھوڑ دیں اگر وہ مسلمانوں کے خلاف لکھنا ترک کر دیں تو یہ ممکن ہے۔ کہ انکی خریداری پر کوئی اثر پڑے مگر اسکا نتیجہ نیک ہوگا۔ کیا ہندوستان کوئی ایسی تحریک کریگا

ایڈیٹر ریویو کی ضمانت — مجھے نہایت افسوس کے ساتھ اس ناگوار فرض کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ جو دیانندیوں کے جدید بھکٹا اخبار کے اجرا نے میرے سامنے رکھدیا ہے۔ ورنہ میں ٹالرنس کو پسند کرتا ہوں لیکن اس صورت میں بھی جبکہ میں صرف دفاعی منصب رکھتا ہوں مخاصمت اور عداوت کے الزام سے بری ہوں۔

ریویو آف ریلیجنز کے معزز اور فاضل ایڈیٹر نے آریہ سماج کے متعلق ستیارتھ پرکاش سے اقتباس کرکے ایک آرٹیکل لکھا تھا۔ اسکے جواب کی تو طاقت نہیں ملی کھسیانے ہو کر الہ آباد کے مجسٹریٹ کے فیصلہ کی پناہ لیکر یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ آلا رام سنیاسی کی ضمانت لیگئی تھی اسلئے ایڈیٹر ریویو کی بھی ضمانت لیجاوے۔ یہ غالباً ویدک منطق ہوگی جسے دوسرے نہ سمجھ سکیں۔

ایڈیٹر ریویو نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ستیارتھ پرکاش کے حوالجات ہیں۔ اگر ان حوالجات یا اقتباسات کو شایع کرنا جرم ہے۔ اور شایع کرنیوالا زیر ضمانت آجانا چاہیئے تو سب سے پہلے بڑے بڑے آریہ لیڈروں کی ضمانت ہوجانی چاہیئے جنہوں نے اس کتاب کو شایع کیا اسکے انگریزی اردو ترجمے کئے۔

اگر فی الحقیقت یہ زہر بلا مادہ اور اسکی اشاعت کسی شخص کے جرم کو ثابت کردیتی ہے۔ تو پھر یہ خیرات تو ارجن کے گھر سے شروع کرنی چاہیئے تھی نہ کہ باہر سے۔

میں سادھو آلا رام ساگر کی ضمانت کے معاملہ پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں سمجھتا کہ اسکے وجوہات کیا تھے مگر میں ارجن کے قانونی لا التعلیم ایڈیٹر سے پوچھتا ہوں کہ اگر مجسٹریٹ الہ آباد کا جوڈیشل فیصلہ آپکے مفید مطلب ہے تو جس جج نے نیوگ کی تعلیم کو کھلی زناکاری کی تعلیم لکھا ہے اسکے تسلیم کرنے میں تمہیں کیا عذر ہے؟ اگر سچائی کی کوئی طاقت ہے۔ اور اسکے سامنے تمہیں سر جھکانا لازم ہے تو پھر مرد میدان بنکر اعلان کرو کہ ہاں نیوگ بیشک زناکاری ہے اور اگر صرف میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو ہے تو میں اس دیانندی فلسفہ سے ناواقف ہوں۔

الہ آباد کے مجسٹریٹ کا فیصلہ کوئی آسمانی وحی نہیں ہے جو اسے بلا چون وچرا تسلیم کر لیا جاوے۔ یہ اسکی اپنی ذاتی رائے ہے۔ اسکے بالمقابل وہ رائے زیادہ وزندار اور قوی سمجھی جاسکتی ہے۔ جو پنجاب کے تمام ڈپٹی کمشنروں نے کسی وقت دی اور اسکا اظہار پنجاب کے ذمہ وار اعلےٰ حکمران نے کیا۔

کیا یہ ممکن نہیں کہ ایک ملزم کسی واقعی الزام کے نیچے ہو اور کسی قانونی نکتہ یا سقم کیوجہ سے وہ بری ہو جائے۔ تو اسمیں شک نہیں۔ اس مرحلہ پر اسکی بریت جوڈیشل فیصلہ کے رو سے ہو گی لیکن جاننے والے اور خود وہ شخص اپنے الزام کی حقیقت سے آگاہ ہے۔

ہم کیا چاہتے ہیں کہ کوئی شوریدہ سر کے خیالات سے بھی ہم دل سے ایسے خیالات کو نیست و نابود کرنیکے آرزومند ہیں۔ واقعات نے مدبران ملک کو جن نتائج پر پہونچنے کی رہنمائی کی۔ ان اسباب کو مٹا دو۔ معاملہ صاف ہے۔ دوسروں کو گالیاں دینے سے اپنی شرافت تو ثابت نہیں ہو سکتی۔

اور اگر تمہارا دامن اس طرح پاک ہو جاوے تو میں شرح صدر سے کہتا ہوں کہ تم دل کھولکر ہمیں گالیاں دو۔ اور منہ چڑاؤ لیکن اگر یہ

عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

کا مصداق ہے۔ تو اس کجروی کو چھوڑ دو اپنی قوم کی اصلاح کرو تم خود مقر ہو کہ دیانندی اخبارات میں ایسی تحریریں نکلیں جو گورنمنٹ آریہ سماج کو پولیٹکل باڈی سمجھنے میں برسرِ حق تھی۔ اب یہ جامہ پہنکر پبلک اور گورنمنٹ کو مغالطہ دیتے ہو کچھ تو شرم کرو۔

انگریزی راج اور مذہبی سبھائیں — اس عنوان سے صوفی لچھمن پرشاد صاحب نے ہندوستان میں ایک ٹریکٹ چھپوایا ہے کہ وفاداری سرکار کا جذبہ پیدا کرنیکا کام خاص سبھاؤں کے سپرد کیا جاوے اور وہ سبھائیں صرف مذہبی سبھائیں ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ ابھی تک اہل ہند کے دل پر جو جذبہ سب سے زیادہ اثر پیدا کرتا ہے وہ مذہبی جذبہ ہے۔ صوفی لچھمن پرشاد صاحب کی یہ رائے بہت قابل قدر ہے۔ اور میں اس سے بالکل متفق ہوں مذہبی لیڈروں کو یہ کام اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ اسی بنا پر الحکم میں ایک صفحہ اس مقصد کیلئے خاص کردیا گیا ہے۔

دلی محمڈن ہال — دہلی کے محمڈن ہال کے متعلق میری*

* تحریک کسی دوسری جگہ لکھی گئی ہے بعد میں معلوم ہوا کہ دہلی میں محمڈن ہال کے لیے عملی تحریک شروع ہو گئی ہے اور ہزار سے زاید چندہ لکھا گیا ہے۔ مبارک!

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خط

"مدرسہ الٰہیات کے سکرٹری کے نام"

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔

مکرم معظم - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

ہندوستان میں جہانتک مجھے علم ہے یہ چند لوگ الٰہیات کے مختلف شاخوں پر بحث کرنیوالے گذرے ہیں اور ہیں۔

پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی جنہوں نے ازالۃ الخفاء اور قرۃ العینین شیعوں کے مقابلہ میں اور حجۃ اللہ البالغہ اور خیر کثیر جیسی کتابیں لکھی ہیں انکے بعد شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ اور رجوم الشیاطین جیسی کتابیں شیعوں کے مقابلہ میں تصنیف کیں انکے آخر مولوی حیدر علی مرحوم تھے لکھنؤ کے مجتہدوں اور علماء میں میر حامد حسین اور انکے بھائی اور انکے والد گذرے ہیں جنہوں نے تشئید المطاعن استقصاء الافہام اور عبقات الانوار جیسی وسیع کتابیں لکھیں مگر یہ مباحثہ اسلامی فرقوں میں محدود تھا۔

عیسائیوں کے مقابلہ میں استفسار اور اظہار الحق سید آل حسن اور مولوی رحمت اللہ کی مبارک تصنیف اپنے وقت میں اپنا نظیر آپ ہی تھی استفسار اور اظہار الحق کی محنت کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے مگر مسلمانوں نے ان دونوں کتابوں سے بہت کم فائدہ اٹھایا۔

اب ان کے بعد مولوی محمد علی کانپوری صاحب کی پیغام محمدی و دفع التلبیسات اور مراسلات چودہری عبداللہ بخش اور سید احمد خان بہادر اور مولوی مہدی علی صاحب کی تصنیف بھی کچھ کم قابل قدر نہیں آریہ کا مذہب انکے مقابلہ میں حضرت مولوی محمد قاسم نانوتوی کے چھوٹے چھوٹے رسایل بہت ہی مفید اور بابرکت ہیں مگر ہمارے علماء نے ایسے ہم الثبوت عالم کی تصنیف سے بھی کم ہی فائدہ اٹھایا آخر حضرت مرزا صاحب نے کنگ مقدس سرمہ چشم آریہ ست بچن چشمہ معرفت میں ان مباحثات کو قلع قمع کیلئے لوجہ کام کیا اس سے فائدہ اٹھانیوالے بھی ہمارے علماء میں تھوڑے ہیں اگر میں اسکو کہ تحدیث نعمۃ اللہ بھی ضروری ہے اس تحدیث کو مد نظر رکھکر یہ کہدوں کہ تیرہ سو برس میں جو مناظرے مخالفین سے ہوئے ہیں ان میں اپنے دشمنوں کے مقابل اور قرآن کریم کے منکروں کے سامنے قرآن کریم ہی کے ذریعہ دشمن کو جواب دینے کیلئے جو توفیق مجھ کو ملی ہے اور وہ فصل الخطاب نورالدین ابطال الوہیت مسیح تصدیق براہین احمدیہ کے ذریعہ کسی قدر ظاہر ہو سکتی ہے مگر ہمارے اکثر علماء نے ان تمام چیزوں سے کم فائدہ اٹھایا ہے تو اتنا ہی معلوم ہوتا ہو کہ ہم انکے نزدیک ایک بے ایمان اور اسلام کے دشمن ہیں اور ہماری کتابوں کا دیکھنا بھی عبث ہے نہیں کہ وہ لاشئے محض ہیں بلکہ مضر اور سخت مضر ہو تفسیر کبیر نے قالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شیئ و قالت النصاریٰ لیست الیہود علیٰ شیئ کے نیچے ایک بڑا قابل قدر نکتہ لکھا ہے۔ امام رازی کو امام یقین کرنیوالے لوگ اگر چاہیں تو اس سے بہت بڑا فائدہ اٹھائیں۔

ہندوستان سے باہر جو کچھ کہ مجھے معلوم ہے۔ شیخ ابن تیمیہ نے عیسائی مذہب کے مقابل الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح اور شیعوں کے مقابل منہاج السنۃ اور اس سوال کے جواب میں کہ نقل صحیح اور عقل صریح دونوں کی مخالفت نہیں ہو سکتی کتاب درء تعارض العقل والنقل چار چار مجلد میں لکھیں جو خدا کے فضل سے ان دنوں چھپ گئی ہیں ہمارے سامنے ہیں اور یہ بہت بڑا فضل جناب الٰہی کا ہے اور انکے تلمیذ شیخ ابن قیم نے ہدایۃ الحیاریٰ فی رد علی الیہود والنصاریٰ اور نونیہ جیسی کتابیں لکھکر اسلامیوں پر بہت احسان کیا ہے[1] ہمارے ملک میں جس علم کلام کی اسوقت ضرورت ہے وہ صرف پانچ قوموں کے ساتھ بیرونی جنگ ہے اول عیسائی مسیحی لوگ انکا ایک مسئلہ الوہیت مسیح اور کفارہ دوسرا انکی یہ آزادی کہ انپر کوئی شریعت حکمرانی نہ کرے بس تین مسئلے ہیں جن پر ہمیں مباحثہ کی ضرورت ہے۔ اور اسلامیوں پر جو یہ الزام دیتے ہیں ہم انکے اس مجموعہ کے مصدق ہیں۔ اسکا جواب ہے۔

دوم۔ آریہ ہیں جو قدم ارواح قدم مادہ قدم زمانہ قدم فضا اور تناسخ کے متوالے ہیں۔ سوم برہمو جو نبوتوں اور ملائکہ اور بہشت و دوزخ کے انکار کرنیوالوں میں ہیں۔ چہارم جین جو ہستی باری کے منکر ہیں[2] پانچویں کالجوں سے نکلے ہوئے بعض آزاد طبیعت جو بہت ہی جلد صداقت ماننے کے لیے تیار ہیں۔ صرف انکو یہ دھوکا ہے۔ اور شاید حق بجانب بھی ہیں۔ کہ پرانی طرز کے علماء انکو کچھ نہیں سمجھا سکتے۔ مگر ان نوجوانوں میں ہٹ نہیں۔ مینے آپکے مدرسہ الٰہیات کو جب سے سنا مجھے فکر لگی ہوئی ہے کہ اس میں کون کونسی کتاب اور کس کس کتاب کا انتخاب درج ہو جاتا ہے مجھے یہ ڈر تھا اور ہے۔ کہ بعض اس زمانہ کے مسلم الثبوت لوگ علماء ان میں فارابی یا ابن سینا اور شہاب الدین مقتول کو ہی فلسفہ دانیین کرتے ہیں۔ اور اگر ان سے آگے ہیں تو ابن رشد اور پھر غزالی کو دینی باتیں فلسفی کہتی ہیں مگر یہ نہیں بتاتے کہ ان پانچوں کی تربیت یافتہ جماعت اسلام میں کونسی ہے جو کم سے کم انکے ہی زمانہ میں فلسفہ کے سامنے مسلمانوں کی سپر تھی۔ مینے جو تکلیف جناب کو دی ہے۔

آپنے نصاب کے نمبر ۲ میں مفتی محمد عبدہ کی تصنیف کا ذکر فرمایا ہے لیکن جہانتک میں نے اس شخص کی تصنیف کو پڑھا ہے۔ اس میں وہ ملائکہ کے وجود پر بہت ہی گونگا نظر آتا ہے شیطان اور جن یا بہشت اور دوزخ کے وجود پر اسکا قلم ٹوٹا ہوا مجھے نظر آتا ہے۔ ممکن ہے آپکے علماء کو اسکی ایسی تحریریں نظر آئی ہوں جن میں وہ ایمان بالملائکہ پر زور دیتا ہو۔ علامہ فرید وجدی کی ایک تفسیر مینے دیکھی ہے جس میں وہ کچھ بھی نہیں بولتے ممکن ہے۔ کہ انکی کوئی اور کتاب بہت ہی لطیف ہو اگر آپ اسکا نام اور جہاں سے ملسکتی ہو پتہ بتادیں تو آپکا مجھپر بڑا احسان ہوگا۔ تطبیق الدیانۃ الاسلامیہ اور الکلام کیا کتابیں ہیں اور کس کی تصنیف ہیں اور کہاں سے ملسکتی ہیں۔ میں ان دونوں کتابوں کے دیکھنے کا مشتاق ہوں۔ ہاں ایک الکلام حصہ اول اور دوم شبلی صاحب کا ہے۔ وہ میرے پاس ہے۔ اور میں نے اسے دیکھا ہے اسکے پتہ دینے کی حاجت نہیں اگر کوئی اور الکلام ہے تو اس سے ضرور آگاہ فرمادیں۔

انتخابات تفسیر کبیر اور کشاف اور انتخاب سیر کیا کسی بزرگ نے علیحدہ لکھے ہیں

میں اب اس خط کو ختم کرتا ہوں اور اسبات کو ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میرا ایک دوست کتابوں کی تجارت کرتے تھے۔ مکہ معظمہ کے رہنے والے تھے کبھی کبھی بعد حج وہ بمبئی میں آجاتے تھے ایکدفعہ انہوں نے مجھے ایسے خط پر جو مینے کتابوں کی طلب پر انہیں لکھا تھا۔ اور سوا طلب کتب کچھ بھی اس میں ذکر نہ تھا۔ بڑی ملامت کی تھی۔ اور یہ لکھا تھا۔ کہ الدین النصیحۃ اس عنوان کے نیچے پھر مجھے لکھا کہ تیرے سارے خط میں کوئی نصیحت نہ تھی اسواسطے مجھے بہت ہی رنج ہوا۔ پھر وہ مجھے لکھتے ہیں اوصیک بتقوی اللہ نفس فاز المتقون وان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون میں بھی آپکو انہیں دونوں باتوں کی طرف توجہ کرتا ہوں اور تاکید عرض کرتا ہوں کہ معلم جہانتک ممکن ہو مخلص دعا کے مانگنے والا تکبر اور دنیا طلبی سے پاک دعاؤں کے قائل تقویٰ اور دعا کو ہتھیار بنانیوالے جبتک آپ مہیا نہ کرینگے آپ یقیناً یاد رکھیں کامیابی بالکل محال ہوگی۔ میری عمر ستر سے تجاوز کرتی ہے۔ اور مجھے نوجوانوں اور علماء سے بہت ہی معاملہ پڑا ہے۔ اسلیے آخر میں اس عرض کو ضروری سمجھا جو لوگ دعاؤں کے قائل نہیں اور متقی نہیں اور اخلاص اور صواب انکے مد نظر نہیں وہ کیا مفید ہو سکتے ہیں ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً باتیں بنانا بہت آسان ہے۔ پھر انکا مؤثر کرنا تقویٰ پر موقوف ہے حضرت ابراہیم کی دعا قرآن میں مکرر آتی ہے۔ جہاں وہ جناب الٰہی سے ربنا وابعث فیہم رسولاً کی دعا مانگتے ہیں۔ وہاں یتلوا علیہم آیاتہ و یعلمہم الکتاب والحکمۃ کے پیچھے یزکیہم کو ضرور رکھا ہے۔ آپ جو کتاب میری یا حضرت صاحب کی تصنیف طلب فرماوینگے ہیں انکے بھیجنے میں کوئی تامل مانع نہیں ہے۔ نور الدین

(۱) مگر مولوی صاحبان نے انکو بھی کافر بے دین اور نکما قرار دیا اس زمانہ میں شبلی صاحب بھی فرمائیں کہ وہ محدود ون خیال ہے